Very good!
Nov. 24, 1986

93

پروگرام طیبو

۱ پ

عروج کی شان یہی ہے کہ وہ دکھ، مصیبت اور غم سہہ کر بھی اپنی عظمت اور سرفرازی کو قائم و دائم رکھتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح مسیح یسوع نے زوال میں گھرے ہوئے مکاروں اور ریاکاروں کے ظلم و تشدد اور بے اتفاقی کے جواب میں صلیب پر سے کرب و اذیت کی حالت میں گناہوں کی معافی کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو برگشتگی کے صحرا میں بھٹکے ہوئے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو زوال کی لعنت سے نکال کر عروج کی شان سے نواز سکتا ہے۔ تقریباً صبح کے نو بجے مسیح یسوع کو صلیب دینے کا حکم دیا گیا۔ اس نے شہر سے باہر ایک ایسے مقام پر دکھ اٹھایا جسے عبرانی میں گلگتا، یونانی میں کرینیوں اور لاطینی میں ملوبیریُم یعنی کلوری کہتے ہیں۔ ان تمام کا مطلب ہے کھوپڑی، غالباً انسانی کھوپڑی کی شکل کا یہ ٹیلہ شہر کے شمال مغرب میں تھا۔ یسوع اپنی صلیب خود اٹھائے ہوئے آگے بڑھنے لگا مگر گلگتا پہنچنے سے پہلے سپاہیوں نے ایک کرینی نوجوان کو بیگار میں پکڑا اور صلیب اس پر لاد دی شاید اس لئے کہ رات جاگنے اور صبح کے مصائب اٹھا کر تھکے ہارے یسوع کی قوت کیلئے یہ بوجھ بہت زیادہ تھا۔ بائبل مقدس میں مرقس 15 باب اسکی 21 سے 22 آیت تک لکھا ہے۔

"اور شمعون نام ایک کرینی آدمی سکندر اور روفس کا باپ دیہات سے آتے ہوئے ادھر سے گزرا۔ انہوں نے اسے بیگار میں پکڑا کہ اسکی صلیب اٹھائے اور وہ اسے مقام گلگتا پر لائے جسکا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے۔"

اس تاریک وقت میں بھی کچھ لوگ تھے جو اس کے انجام پر ماتم کر رہے تھے۔ وہ لب جن پر بے عزتی برداشت کرتے ہوئے اتنی دیر سے خاموشی کی مہر لگی تھی اب ان پر رحم کے کلمات اگلے لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ ان کیلئے جو تھوڑے عرصہ کے بعد یروشلیم کی تباہی میں کام آنے والے تھے۔ بائبل مقدس میں لوقا 23 باب اسکی 27 سے 31 آیت تک لکھا ہے۔ "اور لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اور بہت سی عورتیں جو اسکے واسطے روتی پیٹتی تھیں اسکے پیچھے پیچھے چلیں۔ یسوع نے ان کی طرف پھر کر کہا اے یروشلیم کی بیٹیو! میرے لئے نہ روؤ بلکہ اپنے اور اپنے بچوں کیلئے روؤ۔ کیونکہ دیکھو وہ دن آتے ہیں جن میں کہینگے مبارک ہیں بانجھیں اور وہ پیٹ جو نہ جنے اور وہ چھاتیاں جنہوں نے دودھ نہ پلایا۔ اس وقت وہ پہاڑوں سے کہنا شروع کرینگے کہ ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپا لو۔ کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا جائیگا۔"

یسوع کے ساتھ دو رہزنوں کو مصلوب کیا گیا۔ سب سے زیادہ گھناؤنے جرائم کرنے والوں کو صلیب پر چڑھا کر موت کی سزا دینا رومیوں کا طریقہ تھا۔ یروشلیم کی عورتیں ایسے موقعوں پر ترس کھا کر مدہوش کن مشروب تیار کرنے کی عادی تھیں۔ ایسا ہی ایک گھونٹ مسیح کو بھی پیش کیا گیا۔ لیکن وہ

درد کی کمی کے عوض اپنے ہوش کھونے کو تیار نہیں تھا۔ یسوع کے صلیب پر سے تحریر شدہ سات کلمات ہیں۔ اِن میں سے پہلا کلمہ غالباً اُس وقت اُس کے منہ سے نکلا جب اُس کے جسم کو کیلوں سے صلیب پر لگایا گیا اور پھر صلیب کو اُٹھا کر زور سے اُس کے خانے میں گاڑ دیا گیا۔ یہ کلمہ اُن وحشی سپاہیوں کی خاطر تھا جو اِس کام کے بعد اُس کے کپڑوں پر قرعہ ڈالنے بیٹھ گئے تھے۔
یسوع نے پکار کر کہا "اے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔
پیلاطس نے مصلوبین کے اوپر آویزاں کرنے کیلئے علیحدہ علیحدہ الزام نامے تیار کروائے تھے۔ وہ الزام نامہ جو یسوع کیلئے عبرانی، یونانی اور لاطینی میں لکھوایا گیا تھا وہ پیلاطس کی طرف سے یہودیوں پر ایک شعوری طنز تھی اور وہ بھی یہی محسوس کرتے تھے۔ مسیح یسوع کا الزام نامہ جس پر لکھا تھا "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" اِس پر انہوں نے احتجاج کیا لیکن بے سود ....
یسوع کی ماں مریم اور دوسری دو عورتیں جن کا نام بھی مریم ہی تھا۔ یسوع کے شاگرد یوحنا کے ساتھ صلیب کے پاس کھڑی تھیں۔ وہ اپنے دوسرے کلمہ میں اپنی ماں اور یوحنا سے مخاطب ہوا۔ "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے"۔ پھر اپنے شاگرد سے کہا "دیکھ تیری ماں یہ ہے" صلیب پر بھی اُسے دوسروں ہی کی فکر تھی نہ کہ اپنی ...
اور اب وہ تکلیف دہ تماشہ شروع ہوا جس میں اختیار والوں نے اپنا جمع شدہ کینہ عاجز پر برسایا سردار کاہن، فقیہہ اور حکام جو قوم کے سردار تھے اُن خبیثیوں کے ساتھ جو اکثر ایسے موقعوں پر جمع ہو جاتے ہیں ٹھٹھہ اُڑانے میں شریک ہوئے "اِس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا" یہ سچائی اُن کی سوچ سے کہیں زیادہ عمیق تھی۔ اگر وہ دوسروں کو بچائے تو اپنے آپکو کیسے بچا سکتا؟ راہزن بے چاروں نے بھی جو مصلوب ہوئے، ٹھٹھہ اُڑانے میں حصہ لیا۔ پہلے دونوں اِس میں شامل رہے۔ پھر ایک کے دل میں بے قصور کی تکلیف پر رحم اور توبہ کا جذبہ پیدا ہوا۔ اُس نے درمیان والی صلیب کی طرف رجوع ہو کر دعا کی شکل میں یسوع سے کہا "اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا" اپنے نام کے مطلب اور اپنے مقصدِ زندگی کے مطابق آخری دم تک وفادار رہ کر یسوع نے صلیب پر سے تیسرا کلمہ کہا "آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔
پھر بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک کے تین گھنٹے خاموشی اور اندھیرے میں گزر گئے۔ یہ شام کی قربانی کا وقت تھا۔ جب اندھیرے میں صلیب پر سے اُس کے صابر ہونٹوں کی پُر اسرار الفاظ میں پہلی اور آخری شکایت آسمان کی طرف گئی۔ "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ بعد کے کلمات بلا تاخیر اُس کی زبان سے نکلے۔ "میں پیاسا ہوں" جسمانی درد کا یہ پہلا اور آخری

اظہار تھا۔ اُس کے جلال سے پتھر دِل نرم ہو گئے اور اُسے تسکین بخش سر کہ چکھایا گیا۔
اُس کے لب ایک بار پھر کھلے اور آواز آئی "تمام ہوا" تمام ہوا نہ کہ نیست و نابود ہوا یعنی
وہ اعلیٰ ترین زندگی جو کبھی دُنیا میں گزری تمام ہوئی۔ تمام ہوا بنی نوع انسان کی مخلصی کا انتظام اور
تمام ہوئیں وہ تشبیہات، نشانیاں اور نبوتیں جو عہدِ عتیق کے دوران کی گئیں۔ غرضیکہ یہ سب کچھ
اُس سے کہیں زیادہ پُرمعنی طریقہ سے ہوا جو کبھی مذہبی بزرگوں اور انبیا نے سوچا تھا۔

تب اُس نے اپنا سر جھکاتے ہوئے اور صلیب پر سے ساتواں اور آخری کلمہ کہتے ہوئے دم
دے دیا "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" یسوع کے دم دیتے وقت آخری
آواز پر ساتھ ہی لوگوں نے بھونچال کا جھٹکا محسوس کیا۔ ہیکل کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا کیونکہ
یسوع کو صلیب دینا اُس منزل کا نشان ثابت ہوا جس پر پُرانا عہد بمعہ اپنی تشبیہات اور عکس
مکمل ہوا۔ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا یہاں تک کہ رُومی صوبے دار بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا
کہ "بے شک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا"۔

یسوع کے مصلوب ہونے کے اگلے دن ایک خاص سبت تھا۔ یہودی قتل تو کر سکتے تھے
لیکن وہ سبت کو رسماً ناپاک نہیں کر سکتے تھے۔ اِس لئے لازم تھا کہ لاشیں غروبِ آفتاب
کے بعد صلیب پر نہ رہیں تاکہ موت جلدی واقعہ ہو اُن کی ٹانگیں توڑ دی گئیں۔ لیکن یسوع تو
پہلے ہی جان دے چکا تھا۔ یہ بات اُس منجمد خون سے ثابت ہوئی جو ایک سپاہی کے نیزہ مارنے سے
نکلا تھا۔ یوں دو نبوتیں غیر شعوری طور پر پوری ہو گئیں جیسا کہ زبور 34 اُسکی 20 آیت میں لکھا ہے۔
"وہ اُسکی (یعنی صادق کی) سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اُن میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی"۔
زبور 22 اُسکی 16 سے 17 آیت تک لکھا ہے۔ "کیونکہ کتوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ بدکاروں کی گروہ مجھے
گھیرے ہوئے ہے وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں۔ میں اپنی سب ہڈیاں گن سکتا ہوں وہ مجھے تاکتے اور
گھورتے ہیں"۔ مسیح کی لاش اُس کے دو شاگردوں ارمتیہ کے رہنے والے یوسف اور نیکدیمس کے حوالے
کر دی گئی۔ محبت بھرے ہاتھوں نے اُسے یوسف کی نئی قبر میں دفنانے کیلئے تیار کیا۔ اُن یہودیوں کی
درخواست پر جو ابھی تک خوفزدہ تھے ایک رومی مہر لگا دی گئی اور رُومی پہرہ قبر کی حفاظت کیلئے بٹھا
دیا گیا۔ آج ذرا تحمل مزاجی سے سوچیئے! کیا ہم اُس مردِ غمناک، حقیر و مردود اور رنج کے آشنا
کو جو قبر کی گہری تاریکی سے اپنا ازلی جلال ظاہر کرنا چاہتا تھا کبھی فراموش کر سکتے ہیں؟
کیا ہم اُس رہائی دہندے کو جو ہماری بدکرداری اور خطاؤں کے سبب سے کچلا گیا کبھی رد کر سکتے ہیں؟
کیا کوئی اپنے محسن کی یاد دل سے نکال سکتا ہے؟ گیت ہے ہمیں رہتا ہے وہ روز یاد سدا۔

S.NO 184 DUR 0.16, 4.40

ابھی آپ نے اِس پروگرام میں مسیح یسوعؑ کے سات کلمات اور دفن کیے جانے کے بارے میں سُنا۔ ہمارا اگلا پروگرام یسوعؑ کے تیسرے دِن مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ نہ صرف آپ خود یہ پروگرام سُنیں گے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی دعوت دیں گے کہ ہمارے ساتھ شامِل ہوں جب ہم دوبارہ کلامِ الٰہی میں اِنسانی عروج و زوال پیش کریں گے۔

بہنو اور بھائیو! اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کیلیے اور کلامِ الٰہی کے گہرے مُطالعہ کیلیے اگر آپ ہمارے نشر کردہ اِس پروگرام کا مسودہ حاصِل کرنا چاہیں تو ہمیں لکھ کر مسودہ نمبر 93 طلب کریں۔

پروگرام کے پتے کا اعلان ہم اِس پروگرام کے آخِر میں کریں گے۔

یہ مسودہ آپکو تقریباً چھ ہفتے میں مِل جائیگا۔

اب اجازت دیجئے

خدا حافظ

۔۔۔